غریب الحدیث "ایک تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر عبدالقدوس*
طارق علی شاہ**

Abstract

When we read the history of Islamic Scholars we would find a large number of the figiures who devoted their life for Islam. They dedicated themselves to Dawah, teaching and edification of Islamic Sciences.Thepir focus was to protect and fortify the spiritual content of the Ummsh and to illuminate the teachings of Qura'n and Sunnah,Their moral rectitude,kind heatedness,sincerity,detachment from mateial interests,sacrifice for others had won hearts of Muslims and non-Muslims alike countlss Jews,Christians and Hindus came into Islam through ovserving their pristine character.

A large number of traditionists had memorized Haddith who were spread all over sunnah prowides minute record of Twenty Three (23)years of Prophet 's life after Risalah .Sunnah is a reservoir of guidance for moral uplift, infusing strength of Iman to fight evil. It provides detailed guidance Which provides answers to all questions of life .A Gharib hadith is one kind of them which means that one conveyed by only one narrator.Imam Thirmedi's understanding of a Gharib hadith,concurs to a certain extent with that of the other teaditionists.In this paper,the basic information,authentication and the status of Gharib Hadith will be discussed in detailed in the light of basic sources of Islamic teachings.

keywords;Qura'n,Prophet Mohammad(SAW),Hadith,Gharib Hadith,Status of Gharib Hadith,

قرون اولی کے تاریخ کی ورق گردانی اوراسلاف کے کارہائے نمایاں دیکھنے کے بعد جہاں ایک مسلمان کا دل خوش ہوتا ہے۔وہاں عقل انسانی بھی دنگ رہ جاتا ہے کہ اسلاف نے مختصر زندگی میں علم وتحقیق کے میدان میں جو کام کیا اج کے کمپوٹرائزڈ اور مسائل سے مالا مال دور میں اس کا تصور بھی ناممکن سا لگ رہا ہے۔حالانکہ ان اسلاف نے موجودہ وسائل وسہولیات کا نام ونشان نہ ہونے کے باوجود علوم

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ وتحقیق، یونیورسٹی آف سائنس وٹیکنالوجی، بنوں
** ایم فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ وتحقیق، یونیورسٹی آف سائنس وٹیکنالوجی، بنوں

دینیہ خصوصاً علم حدیث کی جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ انہی سے متعلق **غریب الحدیث** کی اصطلاح بھی ہے جس کو تقریباً دوسری صدی ہجری کے بعد باقاعدہ فن کا درجہ دیا گیا اور اسکے بارے میں مستقل کتابیں لکھی گئیں۔

غریب الحدیث کا مطلب یہ ہے کہ بعض مرتبہ احادیث میں کوئی ایسا نامانوس اور بعید المعنی لفظ استعمال ہوا ہوتا ہے جس کا معنی بہت سارے لوگوں کو معلوم نہیں ہوتا۔ تو چونکہ اس لفظ کا معنی جانے بغیر حدیث کا صحیح مطلب سمجھ میں نہیں آتا، لہٰذا بعد میں ان الفاظ کا معنی جاننے کے لئے ایک مستقل فن معرضِ وجود میں آیا اور اس پر مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ ذیل کے چند سطور میں غریب الحدیث کا تعارف اور اس فن کی ابتداء اور اس کے بارے میں لکھنے والے مصنفین کی تحقیق سے متعلق جائزہ پیش کیا جائے گا۔

غریب الحدیث کی اصطلاح میں دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں (۱) غریب (۲) حدیث۔

سب سے پہلے لفظِ غریب کی لغوی تعریف و تحقیق سے متعلق اہل لغت کی مختلف تعریفات پیش کی جاتی ہیں:۔

(ا) غریب کی لغوی تعریف:۔ غریب صفت مشبہ کا صیغہ ہے، غرُب یغرُبُ سے (۱)۔ اور مختلف مصادر کے اعتبار سے اس کے مندرجہ ذیل معانی آتے ہیں:

(۱) غرُب الرجلُ (ن) یغرُبُ غربا: جانا۔ دور ہو جانا۔ (۲)

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی، بنوں

** ایم فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی، بنوں

(۲) غرُب الرّجلُ (ن) غُرباً و غُربةً و غرابةً: پردیسی ہونا، وطن سے دور ہونا (۳)

(۳) غرُبت الشمسُ (ن) غروباً: ڈوب جانا۔ (۴)

(۴) غرُبت الکلمةُ (ک) غرابةً: پوشیدہ ہونا، غیر مانوس ہونا۔ مخفی ہونا۔ (۵)

مذکورہ تعریفات کی روشنی میں درج ذیل نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ:

(۱) الغریب من الرجل: یعنی جب غریب کسی آدمی کی صفت ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے: مسافر، وطن سے دور، اجنبی۔ اور اس کی جمع غرباء آتی ہے۔

(۲) الغریب من الشیء: یعنی جب لفظِ غریب کسی چیز کی صفت ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے: عجیب و غیر مانوس۔

(۳) الغریب من الکلام: یعنی جب غریب کسی کلام کی صفت ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے۔ وہ کلام جس کا سمجھنا دشوار ہو۔ اس کی مؤنث غریبة آتی ہے اور اس کی جمع غرائب ہے۔ (۶)

اس طرح عرب کہتے ہیں: "سھم غرب" بمعنی اندھا تیر" یا" رصاصة غرب" بمعنی اندھی گولی (۷)

(ب) الحدیث کا لغوی معنی:۔ حدیث حدَث یحدُث (ن) حدوثاً سے ہے جس کا معنی ہے: واقع ہونا۔ نو پید ہونا۔ (۸)

حدیث کا لغوی معنی بات وگفتگو بھی ہے(۹)، جیسے قرآن میں ہے :فبایّ حدیث بعده یؤمنون(۱۰) نیز دوسری جگہ ارشاد ہے:
واذ اسرّالنبی الی بعض ازواجه حدیثاً(۱۱)

اس طرح حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے:احسن الحدیث کتاب الله وخیرالحدیث کلام الله۔

حدیث بمعنی قصے کہانیاں بھی استعمال ہوا ہے، جیسے ارشاد ہے : فجعلنٰهم احادیث (۱۲)

اور جب یہ باب تفعیل سے آجائے تو اس کا معنی ہوتا ہے: بیان کرنا جیسے حدّث عن فلان کا معنی ہے: روایت کرنا،خبر دینا۔(۱۳)

وجہ تسمیہ:۔حدیث نبوی ﷺ کو حدیث اس لئے کہتے ہیں کہ قران کریم قدیم ہے اور حدیث نبوی ﷺ غیر قدیم یعنی حادث ہے۔

اصطلاحی معنی:۔(۱)الحدیث کل مااضیف الی النبی ﷺ(۱۴) یعنی ھر وہ قول وفعل وغیرہ جو نبی علیہ السلام کی طرف منسوب ہو، حدیث کہلاتا ہے۔

(۲)اقوال النبی ﷺ وافعاله وتقریراته

ترجمہ: یعنی نبی ﷺ کے قول، فعل، اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔تقریر سے مراد یہ ہے کہ شارع ﷺ نے کسی صحابی کو کوئی کام کرتے دیکھا تو اس کو منع نہیں کیا بلکہ برقرار رکھا۔

الغریب اصطلاحاً:۔۱۔علّامہ خطّابی فرماتے ہیں:

الغریب من الکلام انماهوالغامض البعید من الفهم کالغریب من الناس،انّماهوالبعیدعن الوطن المنقطع عن الاهل،ومنه قوله للرجل:اذانحیته واقصیته"اغرب عنی"ای ابعد۔(۱۵)

ترجمہ: یعنی جس طرح غریب آدمی سے مراد وہ آدمی ہوتا ہے جو وطن اور اھل وعیال سے دور ہوتا ہے، اسی طرح غریب کلام سے مراد وہ کلام ہوتا ہے جو فہم وسمجھ سے دور ہو۔عربی محاورے میں اغرب بمعنی ابعد استعمال ہوتا ہے۔

(۲)علّامہ سیوطی فرماتے ہیں:هوماوقع فی متن الحدیث من لفظ غامض بعیدمن الفهم لقلة استعمالهاوهو فن مُهم والخوض فیه صعب فلیتحرخائضه ولیتق الله ان یقدم علی تفسیرکلام نبیه بمجردالظنون،وکان السلف یتثبتون فیه اشدتثبتٍ،فقدروی عن احمدانه سئل عن حرفٍ منه ،فقال:سلوا اصحاب الغریب ،فانی اکره ان اتکلم فی قول رسول الله بالظن،وسئل الاصمعی عن معنی حدیث:"الجار احق بسقبه"فقال:انالانفسّرحدیث رسول الله ولکن العرب تزعم ان "السقب""اللزیق"۔(۱٦)

ترجمہ: یعنی غریب سے مراد وہ مخفی اور بعید الفھم لفظ ہے جو متنِ حدیث میں آجائے اور یہ مخفی ومغلق اس لئے ہوتا ہے کہ اس کا استعمال کم ہوتا ہے۔اور یہ غریب الحدیث ایک اھم فن ہے ،جس میں داخل ہونا انتہائی مشکل ہے پس جو کوئی اس فن میں کھودنا چاہے تو اس

کو چاہئے کہ انتہائی سوچ بچار سے کام لے اور اس بات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے کہ حدیث نبوی میں کسی بات کی تفسیر میں محض اٹکل و اندازے سے کام لے۔ اور سلف صالحین اس میں انتہائی تثبت اور یقین سے کام لیتے تھے۔ کیونکہ ہمیں حضرت احمد سے روایت کی گئی ہے کہ ان سے کسی حرف (غریب لفظ) کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ کسی فن غریب الحدیث والے سے پوچھ لو، کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ نبی ﷺ کے کسی قول کے بارے میں ظن اور اٹکل سے کوئی بات کہوں۔

اور حضرت امام اصمعی سے اس حدیث کے معنی کے بارے میں پوچھا گیا "الجار احق بسقبہ" یعنی سقب کسے کہتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ میں حدیثِ رسول ﷺ کی تفسیر نہیں کر سکتا لیکن عرب لوگ کہتے ہیں کہ سقب بمعنی لزیق ہے"۔

وجہ تسمیہ:۔(۱) غریب کو غریب اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ بعید المعنی اور غامض (دقیق و مبھم کلام) لفظ مراد ہے جس کو فھم و عقل حاصل نہیں کرتا مگر بُعد سے، اور فکر کی معاونت سے۔ (چونکہ غریب بھی بعید عن الوطن کو کہتے ہیں)۔

(۲) اس سے مراد اس آدمی کا کلام ہے جس کا گھر دور ہو اور وہ شواذِ قبائل عرب سے ہو، تو جب ہمیں ان کی لغات کی کوئی بات (کلمہ) پہنچے تو ہم اس کو غریب (اجنبی) سمجھے حالانکہ درحقیقت وہ قوم کا کلام و بیان ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک آدمی سے پوچھا گیا کہ میں آپ سے غریب حرف ولفظ کے بارے میں پوچھتا ہوں تو اس نے جواب میں کہا کہ وہ کوئی غریب واجنبی لفظ نہیں وہ قوم ہی کا کلام ہے، غریب واجنبی تو آپ جیسے لوگ ہیں جو یہاں ہو کر آئے ہیں۔

چنانچہ علاّمہ خطّابی فرماتے ہیں:۔ "اخبرنی الحسن بن الخلاد، انا ابن درید قال: قال ابو زیدٍ: قلتُ لاعرابی: ما المخبنطئی؟ قال: المتکاکئُ (پستہ قد) قلتُ: ما المتکاکئُ؟ قال: المتآزف (تنگ دل و بدخو) قلتُ: ما المتآذفُ؟ قال: اذھب انت احمق۔ (۱۷)

ترجمہ: ابوزید کہتے ہیں: کہ میں نے ایک دیہاتی سے پوچھا کہ (حدیث میں وارد لفظ) المخبنطی ء کا کیا مطلب ہے تو اس اعرابی نے کہا کہ المتکاکئ۔ میں نے (متکاکیء کا مطلب بھی نہیں سمجھا تو) پوچھا کہ متکاکئ کا کیا معنی ہے؟ تو اس نے کہا کہ متآذف۔ میں نے (جب متآذف کا معنی بھی نہ سمجھا تو) پوچھا کہ متآذف کیا ہے؟ تو اس نے (غصّے ہو کر) کہا: جاؤ تو بے وقوف لگ رہا ہے۔

تو اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ الفاظ نامانوس و غریب نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ بالکل مانوس، واضح الفاظ ہیں اور جن کو سمجھ نہیں آرہا یہ ان کا قصور ہے کہ وہ اھل لسان (خالص اعراب) سے دور و غریب رہتے ہیں۔

الغرض غریب الحدیث کی وجہ تسمیہ کے بارے میں دو (۲) مختلف اقوال ہیں۔ جن میں سے پہلی وجہ تسمیہ کا تعلق نفسِ الفاظ سے ہے یعنی لفظ خود غریب بمعنی بعید (عن الفھم) ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس کو غریب کہتے ہیں۔

جبکہ دوسری وجہ تسمیہ کا تعلق اس لفظ کو بولنے والے متکلم سے ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: کہ لفظ خود غریب نہیں ہوتا بلکہ وہ خود واضح ہوتا ہے۔ البتہ اس لفظ کو استعمال کرنے والے عرب کے وہ قبائل ہوتے ہیں جو عام شہروں سے دور دراز کے علاقوں میں آباد ہوتے ہیں

اور چونکہ وہ غریب یعنی بعید عن المصر ہونے کی وجہ سے ان کے مذکورہ الفاظ عام لوگوں کو معلوم نہیں ہوتے جس کی وجہ سے وہ غریب الفاظ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

ابتداءفن غریب الحدیث وضرورتہ:

جب خیر القرون کے بعد اعلام الحدیث ختم ہونے لگے اور کثرت فتوحات کی وجہ سے احادیث اعجمیوں کے ہاتھ لگنے لگیں اور راوی زیادہ ہوگئے اور راعی کم ہوگئے ،احادیث مختلف لہجوں اور زبانوں میں گھل مل گئے۔ تو اھل علم نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ احادیث کے غریب الفاظ کو جمع کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا جائے۔

لہذا سب سے پہلے اس کار خیر کی طرف سبقت کرنے والے ابوعبیدہ القاسم بن سلام تھے۔ جن کی کتاب لوگوں کے لیے امام وقدوۃ کی حیثیت اختیار کرگئی پھر انہی کے نہج پر چل کر ابن قتیبہ عبداللہ بن مسلم نے کتاب لکھی جس میں انہوں نے ابوعبیدہ سے رہ جانے والی احادیث لکھی۔

علامہ خطابی اپنی کتاب غریب الحدیث کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ:

میں نے ابن قتیبہ کے بعد کتاب لکھی اوراگر چہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب کے شروع میں یہ بات کہی تھی کہ ہماری دو کتابوں کے بعد غریب الحدیث کی کوئی ایسی حدیث نہیں رہ گئی ہوگی جس میں کسی کو بات کرنے کا موقع ملے تاہم اھل علم کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے بہت ساری ایسی غرائب میرے کان سے گذری جو ان دو کتابوں میں موجود نہیں تھی اور میں نے ابن قتیبہ کی بات سے اختلاف کر کے ایک نئی کتاب لکھی۔

جبکہ ابن الاثیر فرماتے ہیں: کہ مندرجہ ذیل تین وجوہات اس فن کے وضع کرنے کا سبب بنی۔

(ا)اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو وہ علم عطا کیا تھا جو ان کے علاوہ دوسرے انسانوں کے پاس نہیں تھا اور صحابہ ، نبی علیہ السلام کے اکثر اقوال سمجھتے تھے اور جو سمجھ میں نہیں آتا تھا تو اس کے بارے میں نبی علیہ السلام سے پو چھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد اس طرح ناممکن تھا۔

مثلا حدیث میں ہے:

عن زيد بن ثابت انه جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال له هل تزوجت ؟قال لا۔ قال تزوج تستعف مع عفتك۔فلاتزوجن خمسا۔ قال ماهن؟ قال لاتزوجن شهبرة ولا نهبرة ولالهبرة ولاهبدرة ولالفوتا۔ قال زيد بن ثابت يارسول الله! لااعرف شيا مما قلت۔ قال بلىٰ،اما الشهبرة فالزرقاء البدينة واما النهبرة فاالطويلة المهزولة واما اللهبرة فالعجوزالمدبرة واما الهبدرة فالقصيرة المذمومة واما اللفوت فذات الولد من غيرك قال الشيبانى ضحك ابو حنيفه رحمه الله من هذا الحديث طويلا۔(۱۸)

(ترجمہ) زید بن ثابت سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ نے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ شادی کرلو تیری پاکدامنی کے ساتھ ساتھ وہ عورت بھی پاکدامن بن جائیگی۔ لیکن پانچ قسم کی عورتوں سے شادی نہ کرو۔ میں نے پوچھا کہ وہ پانچ عورتیں کون کون ہیں؟ تو فرمایا کہ شهبرة، نهبرة، لهبرة، هبدرة اورلفوت سے نکاح نہ کرو۔ زید بن ثابت نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان مذکورہ عورتوں میں سے کوئی بھی میں نہیں جانتا۔ فرمایا کہ ہاں شھبرۃ سے مراد نیلی آنکھوں والی موٹی عورت ہے۔ اور نھبرۃ سے مراد لمبی اور دبلی پتلی (کمزور) عورت ہے لھبرۃ سے مراد پیٹھ پھیرنے والی (بے شوق) عورت ہے۔ اور ھبدرۃ سے مراد چھوٹی قد والی بداخلاق عورت ہے۔ اورلفوت سے مراد وہ عورت ہے جس کا آپ کے علاوہ کسی سابقہ شوہر سے بھی اولاد ہوں۔ امام شیبانی فرماتے ہیں۔ کہ ابوحنیفہ اس حدیث کی وجہ سے کافی ہنسے۔

مذکورہ حدیث میں جب نبی علیہ السلام نے کچھ مشکل الفاظ استعمال فرمائے یعنی صحابہ کو ان الفاظ کا مطلب معلوم نہ تھا تو انہوں نے فوراً نبی علیہ السلام سے ان الفاظ کا مفہوم پوچھا جو نبی علیہ السلام نے بتادیا۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ فتوحات کے باعث عرب لوگوں میں عجمی لوگ گھل مل گئے یا تو اپس میں نکاح کرکے، یا صرف معاشرت کی وجہ سے گھل مل گئے۔ تو عربی میں عجمی زبان داخل ہونے کی وجہ سے نئی آنے والی نسلوں نے عربی زبان کے صرف ضروری اصطلاحات کو کافی سمجھا اور غیر ضروری الفاظ کو چھوڑ دیا۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ عصر تابعین میں عربی زبان، عجمی زبان میں بالکل گھل مل گئی۔ (۱۹)

وقدعرفتَ ايدك الله وايّانابلطفه وتوفيقه ان رسول الله ﷺ كان افصح العرب لساناً،واو ضحهم بياناً،واعذبهم نطقاً،واسدهم لفظاً،وابينهم لهجةاقومهم حجةً،واعرفهم بمواقع الخطاب،واهداهم الىٰ طرق الصواب،تاييداالٰهياً،ولطفاًسماوياً،وعنايةً ربانيةً،ورعايةروحانيةً،حتىٰ لقد قال له على بن ابى طالب كرم الله وجهه۔وسمعه يخاطب وفدبن نهد۔:يارسول الله نحن بنواب واحد،ونراك تكلم وفودالعرب بمالانفهم اكثره!فقال:"ادبنى ربى فاحسن تآديبى ،ورُبّيت فى بنى سعد"فكانﷺ يخاطب العرب علىٰ اختلاف شعوبهم وقبائلهم،وتباين بطونهم وافخاذهم وفصائلهم،كلاًّ منهم بمايفهمون،ويحادثهم بمايعلمون،ولهذاقال۔صدّق الله قوله۔:"امرتُ ان اخاطب الناس على قدرعقولهم"فكان الله عزّوجلّ قد اعلمه مالم يكن يعلمه غيره من ابيه،وجمع فيه من المعارف ماتفرق ولم يوجد فى قاصى العرب ودانيه۔وكان اصحابه ومن يفد عليه من العرب يعرفون اكثرمايقوله،وماجهلوه سآلوه عنه فيوضحه لهم۔واستمرّعصرهﷺ الىٰ حين وفاته على هذاالسنن المستقيم۔وجاء العصرالثانى۔وهوعصرالصحابه۔جارياعلى هذاالنمط سالكاهذاالمنهج۔فكان اللسان العربى عندهم صحيحامحروسالايتداخله الخلل،ولايتطرق اليه الزلل،الىٰ ان فتِحت الامصار،وخالط العرب غيرجنسهم من الروم

والفرس والحبش والنبط،وغيرمن انواع الامم الذين فتح الله على المسلمين بلادهم،وافاء عليهم اموالهم ورقابهم،فاختلطت الفرق وامتزجت الالسن ،وتداخلت اللغات ونشابينهم الاولاد، فتعلمه من اللسان العربى مالا بد لهم فى الخطاب معهم، وحفظوا من اللغة مالا غنى لهم فى المحاورة عنه، وتركوا ما عداه لعدم الحاجة اليه، واهملوه لقلة الرغبة فى الباعث عليه، فصار بعد كونه من اهم المعارف مطروحا مهجورا، وبعد فرضيته اللازمة كان لم يكن شيئا مذكورا۔ وتمادت الايام والحالة هذه على ما فيها من التماسك والثبات، واستمرت على سنن من الاستقامةوالصلاح ، الى ان انقرض عصر الصحابةوالشان قريب ، والقائم بواجب هذا الامر لقلته غريب۔ وجاء التابعون لهم باحسان فسلكوا سبيلهم لكنهم قلوا فى الاتقان عددا۔واقتفوا هديهم وان كانوا مدوا فيالبيان يدا ، فما انقضى زمانهم على احسانهم الا واللسان العربى قد استحال اعجميا او كاد ، فلاترى المستقل به والمحافظ عليه الا الاحاد۔ هذا والعصر ذلك العصر القديم ، والعهد ذلك العهد الكريم ، فجهل الناس من هذاالمهم ما كان يلزمهم معرفته ، واخروا منه ما كان يجب عليهم تقدمه ، واتخذوه ورائهم ظهريا فصار نسيا منسيا، والمشتغل به عندهم بعيدا قصيا۔فلما اعضل الداء وعز الدواء، الهم الله عزوجل جماعة من اولى المعارف والنهى، وذوى البصائر والحجى، ان صرفوا الى هذا الشان طرفا من عنايتهم ،وجانبا من رعيتهم، فشرعوا فيه للناس مواردا ، ومهدوا فيه لهم معاهدا ،حراسة لهذا العلم الشريف من الضياع ، وحفظا لهذا المهم العزيز من الاختلال۔فقيل ان اول من جمع فى هذا الفن شيئا والف ابو عبيده معمر بن المثنى التميمى ، فجمع من الفاظ غريب الحديث والاثر كتابا صغيرا ذا اوراق معدودات ولم تكن قلته لجهله بغيره من غريب الحديث،وانما كان ذلك لامرين :احدهما ان كل مبتدى لشىء لم يسبق اليه ، ومبتدع لامر لم يتقدم فيه عليه ، فانه يكون قليلا ثم يكثر، وصغيرا ثم يكبر۔ والثانى ان الناس يومئذ كان فيهم بقية وعندهم معرفة فلم يكن الجهل قد عم ولا الخطب قد طم۔(۲۰)

ترجمہ: بیشک آپ نے جان لیا (اللہ تعالی اپ کواور ہم کولطف وتوفیق سے نوازے) کہ نبی علیہ السلام تمام عرب میں فصیح اللسان ،واضح البیان، میٹھا کلام، درست الفاظ بولنے والے، واضح لہجے والے، مضبوط حجت والے، خطاب کے مواقع جاننے والے اور درستگی کی طرف زیادہ ہدایت پانیوالے تھے۔ اور یہ سب کچھ تائید الٰہی ،لطف سماوی ،عنایت ربانی اور رعایت روحانیہ کی بدولت تھا۔ یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب وفد بنی نہد سے خطاب کرتے ہوئے نبی علیہ السلام کا (فصیح) کلام سنا، تو عرض کیا: یارسول اللہ! ہم ایک باپ (دادا) کی اولاد ہیں، حالانکہ ہم آپ کو دیکھتے ہیں۔ کہ آپ عرب کے وفود سے ایسی باتیں فرماتے ہیں جن میں اکثر باتیں ہماری سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب کا ادب یافتہ ہوں اور اس نے مجھے اچھا ادب سکھایا ہے۔ نیز میری تربیت بنی سعد میں ہوئی ہے۔ تو نبی ﷺ عرب کے مختلف لوگوں کے ساتھ ان کے مختلف لغات میں ایسی باتیں فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ

سب نبی ﷺ کی باتیں جانتے تھے۔اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو سچا کر دیکھایا ہے۔'' مجھے حکم دیا گیا ہے۔کہ میں لوگوں کے ساتھ ان کی عقلوں کے مطابق بات کیا کرو۔تو گویا کے اللہ تعالی نے نبی ﷺ کو وہ علم دیا تھا۔جو ان کے خاندان کے دوسروں لوگوں کو نہیں دیا گیا تھا اور ان کو وہ معارف عطا کئے گئے تھے۔جو اطراف عرب میں کسی کے پاس نہیں تھے۔اور اپ ﷺ کے صحابہ اور عرب کے وفود اپ کی اکثر باتیں سمجھتے تھے۔اور جو نہیں جانتے تھے،ان کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھ لے تھے اپ ﷺ کا یہ زمانہ اسی روش کے مطابق اپ ﷺ کی وفات تک جاری رہا۔اس کے بعد دوسرا دور (دور صحابہ) آیا۔اور وہ بھی اسی روش پر جاری رہا۔کیونکہ عربی زبان انکے نزدیک صحیح تھی۔اور خلل ولغزشوں سے محفوظ تھی۔یہاں تک کے دیگر شہر فتح ہونے لگے۔اور عرب،غیر عرب (روم وفارس وغیرہ) کے ساتھ خلط ملط ہوگئے۔تو زبانیں بھی اپس میں گھل مل گئی۔اور عرب اور غیر عرب (کے آپس میں نکاح کرنے کے نتیجے میں) ان کے درمیان اولاد پیدا ہوگئی۔اور ان اولاد نے عربی زبان کے روزمرہ استعمال کے الفاظ ومحاورات تو سیکھ لئے تاہم ان کے علاوہ (عام معمول میں استعمال نہ ہونے والے الفاظ) ومحاورات کو چھوڑ دیا۔اور پھر عصر صحابہ اور عصر تابعین (کچھ کچھ) اس نمط صحیح پر گزر گیا یہاں تک کہ ایسا زمانہ آگیا کہ عربی زبان عجمی زبان میں بدل گئی یا بدلنے کے قریب ہوگئی۔لہذا اس زمانہ میں اپ کو بہت کم ہی لوگ اصل عربی زبان کے محافظ نظر ائیں گے۔پھر ایک زمانہ آیا جب لوگ اس مہم چیز سے جاہل ہوگئے۔جس کی معرفت ان پر لازم تھی۔اور انہوں نے اس چیز کو موخر کیا جس کی تقدیم ان پر واجب تھی۔تو جب جہل کی یہ بیماری سخت ہوگئی۔اور دوا وعلاج کم ونا پید ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک صاحب بصیرت ومعرفت گروہ کے دل میں اس بات کا القا کیا کہ وہ اس طرف توجہ دے دے۔اور اس علم شریف کو ضیاع سے بچائے۔ تو کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس فن میں جس شخص نے تالیف کی وہ ابوعبیدہ معمر ابن المثنی التیمی ہے۔لہذا انہوں نے حدیث کے غریب الفاظ کو ایک چھوٹی کتاب میں جمع کیا۔جو چند صفحات پر مشتمل تھی۔اور ان کی یہ قلت اس وجہ سے نہیں تھی۔کہ ان کو دیگر غریب الفاظ کا علم نہیں تھا۔بلکہ اس کی دو وجوہات تھی۔

ا۔۔۔یہ کہ ہر وہ چیز جو ابتدا نئی شروع کی جائے۔تو وہ شروع شروع میں کم اور چھوٹی ہوتی ہے۔پھر درجہ بدرجہ وہ زیادہ اور بڑی ہوتی جاتی ہے۔

۲۔۔۔دوسری وجہ یہ ہے۔کہ ان کے زمانے میں اہل معرفت کی ایک خاص مقدار اب بھی باقی تھی۔لہذا جہالت ابھی عام نہیں ہوئی تھی۔اور معاملہ اتنا بڑا وسنگین نہیں ہوا تھا۔

الغرض علامہ خطابی کے نزدیک احادیث میں غریب الفاظ کی کثرت کی وجہ راویوں کا مختلف ہونا ہے۔جبکہ ابن الاثیر کے نزدیک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو وہ علم دیا تھا جو غیر نبی کے پاس نہیں تھا۔اس فن میں لکھنے والے چند حضرات کے نام:

تیسری صدی ہجری میں غریب الحدیث کے فن میں درجہ ذیل ائمہ نے تالیف کا کام کیا:

(ا)حضرت علامہ نضرُبن شمیل المتوفیٰ سنه(۲۰۳ھ)۔

(۲)محمدبن المستنیر،قُطُرب،المتوفیٰ سنہ(۲۰۶ھ)اوران کی کتاب کانام "غریب الحدیث" ہے۔

(۳)ابوعمروالشیبانی،اسحاق بن مرار،المتوفیٰ سنہ(۲۱۰ھ)

(۴)ابوزیدالانصاری،سعیدبن اوس بن ثابت،المتوفیٰ سنہ(۲۱۵ھ)

(۵)عبدالملک بن قُرَیب،الاصمعی،المتوفیٰ سنہ(۲۱۶ھ)۔

(۶)الحسن بن محبوب السرّاد،من اصحاب الامام الرضاالمتوفیٰ سنہ(۲۰۳ھ)۔

(۷)ابوعبیدالقاسم بن سلام،المتوفیٰ سنہ(۲۲۴ھ)

(۸)ابن الاعرابی،محمد بن زیاد،المتوفیٰ سنہ(۲۳۱ھ)۔

(۹)عمروبن ابی عمرو،الشیبانی المتوفیٰ سنہ(۲۳۱ھ)۔

(۱۰)علی بن المغیرۃ الاثرم،المتوفیٰ سنہ(۲۳۲ھ)۔

(۱۱)ابومروان عبدالملک بن حبیب المالکی الالبیری،المتوفیٰ سنہ(۲۳۸ھ)۔

(۱۲)ابوجعفرمحمدبن حبیب البغدادی النحوی،المتوفیٰ سنہ(۲۴۵ھ)۔

(۱۳)ابوجعفرمحمدبن عبداللہ بن قادم۔(اس کے بارے میں امام سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ ابوجعفر سنہ۲۵۱ھ میں گھر سے نکلے اور پھر واپس نہیں آئے۔)(۲۱)

(۱۴)شمربن حمدویہ الھروی،المتوفیٰ سنہ(۲۵۵ھ)۔

(۱۵)ثابت بن ابی ثابت،وراق ابی عبید القاسم بن سلام۔

(۱۶)ابن قتیبہ،ابومحمدعبداللہ بن مسلم۔المتوفیٰ سنہ(۲۷۶ھ)۔

(۱۷)ابو محمد،سلَم ا َبن عاصم الکوفی۔(اس کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے،ابن الجزری کیمطابق ۲۷۰ھ کے بعدوفات پاگئے(۲۲)،جبکہ صاحب کشف الظنون کیمطابق سنہ۳۰۱ھ میں وفات پاگئے)(۲۳)

(۱۸)ابواسحاق ابراھیم الحربی،المتوفیٰ سنہ(۲۸۵ھ)۔

(۱۹)ابوالعباس محمدبن یزید،المبرّد،المتوفیٰ سنہ(۲۸۵ھ)۔

(۲۰)محمد بن سلام الخشنی ،المتوفیٰ سنہ (۲۸۶ھ)محمد بن خیر نے ان کی کتاب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی کتاب بیس سے زیادہ جلدوں پر مشتمل ہے۔حدیث نبوی کی تشریح گیارہ جلدوں میں کی۔اور حدیث صحابہ کی تشریح چھ جلدوں میں کی جبکہ حدیث تابعین کی تشریح پانچ جلدوں میں کی۔

(۲۱)ابوالعباس احمدبن یحیٰ،ثعلب،المتوفیٰ سنه(۲۹۱ھ)۔

(۲۲)ابن کیسان،محمدبن احمدبن ابراهیم، (خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ان کی تاریخ وفات سنہ۲۹۹ھ لکھی ھے،(۲۴) جبکہ یاقوت کہتے ھیں: خطیب کی بات سہو پر مبنی ھے اور صحیح بات یہ ھے کہ ابن کیسان سنہ۳۰۲ھ میں وفات پاگئے)اورابن کیسان کی کتاب ۴۰۰ اوراق پر مشتمل ہے اور محمد بن عثمان الجعد اصحابِ ابن کیسان میں سے ہے۔(۲۵)

(ب)چوتھی صدی ہجری میں فنِ غریب الحدیث میں تالیف کرنے والوں کے نام درجہ ذیل ہیں۔

(۱)قاسم بن ثابت بن حزم السرقسطی،المتوفیٰ سنه(۳۰۲ھ)۔

(۲)ابومحمدالقاسم بن محمدالانباری،المتوفیٰ سنه(۳۰۴ھ)۔

(۳)ابوموسیٰ الحامض،سلیمان بن محمدبن احمد،المتوفیٰ سنه(۳۰۵ھ)۔

(۴)ابن درید،ابوبکرمحمدبن الحسن،المتوفیٰ سنه(۳۲۱ھ)۔

(۵)ابوبکرمحمدبن القاسم الانباری،المتوفیٰ سنه(۳۲۸ھ) ۔فنِ غریب الحدیث میں ان کی کتاب کے بارے میں منقول ہے، کہ وہ پینتالیس ھزار صفحات پر مشتمل ہے۔

(۶)ابوالحسین عمربن محمدالقاضی المالکی۔المتوفیٰ سنه(۳۲۸ھ)۔

(۷)ابوعمرمحمدبن عبدالواحد الزاهد،غلام ثعلب۔المتوفیٰ سنه(۳۴۵ھ)۔ان کی کتاب میں صرف ان احادیثِ غریبہ کی تشریح کی گی ءہے جو مسندامام احمد بن حنبل میں ہیں۔

(۸)ابن دَرَستویه،ابومحمدعبدالله بن جعفر،المتوفیٰ سنه(۳۴۷ھ)۔

(۹)ابوسلیمان الخطابی،حَمد بن محمدبن ابراهیم بن الخطاب البستی الشافعیّ،المتوفیٰ سنه(۳۸۸ھ)۔

فنِ غریب الحدیث کے سلسلے میں جن علماء نے پانچویں صدی ہجری میں تصنیف کا کام کیا ان کے نام درجہ ذیل ہیں۔

(۱)ابوعبیدالهروی،احمدبن محمد،المتوفیٰ سنه(۴۰۱ھ)۔

(۲)ابوالقاسم اسماعیل بن الحسن بن الغازی البیهقی المتوفیٰ سنه(۴۰۲ھ)ان کی کتاب کانام ہے "سمط الثریا فی معانی غریب الحدیث"۔

(۳)ابوالفتح سُلیم بن ایوب الرازی الشافعی ،المتوفیٰ سنه(۴۴۷ھ)۔ان کی کتاب کاایک نسخہ آج بھی دارالکتب المصریة میں موجود ہے،جس کانام "تقریب الغریبین"اوررقم(۱۰۱۷)ہے۔

(۴)اسماعیل بن عبدالغافر،راوی صحیح مسلم،المتوفیٰ سنه(۴۴۹ھ)۔

اور چھٹی صدی کے مؤلفین میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں:

(۱)ابراهیم بن محمدبن ابراهیم النسوی المتوفیٰ سنه(۵۱۹ھ) یاقوت نے کہا: کہ ابراھیم بن محمد نے ابو عبید کی غریب الحدیث کی شرح کی حیثیت سے انتہائی ءمفید تصنیف کی ہے۔

(۲)ابوالحسن عبدالغافربن اسماعیل بن عبدالغافرالفارسی ،المتوفیٰ سنه(۵۲۹ھ)۔ان کی کتاب کانام ''مجمع الغرائب فی غریب الحدیث'' ہے،دارالکتب المصریۃ میں آج بھی اس کی تیسری اورآخری جزء، رقم (۵۰۶حدیث) کے ساتھ موجود ہے۔ یہ کتاب حرفِ فاء سے شروع ہوی ءہے۔

(۳)ابوالقاسم جارالله محمودبن عمربن محمد،الزمخشری المتوفی سنه(۵۳۸ھ) ان کی کتاب کانام ''الفائق فی غریب الحدیث'' ہے۔

(۴)الحافظ ابوموسیٰ محمدبن ابی بکرالمدینی الاصفهانی،المتوفیٰ سنه (۵۸۱ھ)ان کی کتاب کانام ''المغیث فی غریب القرآن والحدیث'' ہے ،اور یہ ان دوکتابوں میں سے ایک ہے ،جن پر علامہ ابن الاثیر نے اپنی کتاب ''النھایۃ'' کوجمع کرنے میں اعتماد کیا ہے۔

(۵)ابوشجاع محمدبن علی بن شعیب بن الدّهان المتوفیٰ سنه(۵۹۰ھ) ۔علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ ان کی کتاب سولہ(۱۶) جلدوں میں ہے۔

(۶)ابن الجوزی،ابوالفرج عبدالرحمن بن علی ،المتوفیٰ سنه(۵۹۷ھ)۔

ساتویں صدی ہجری میں جن علماء نے اس فن پر کام کیا،ان کے نام درجہ ذیل ہیں۔

(۱)ابن الاثیرالمتوفیٰ سنه (۶۰۶ھ)نے "النهایة" تصنیف کی۔

(۲)ابن الحاجب،ابوعمروعثمان بن عمرالمتوفیٰ سنه (۶۴۶ھ)حاجی خلیفہ کا بیان ہے کہ ان کی مذکورہ کتاب دس(۱۰) جلدوں میں ہے۔(۲۶)

غریب الحدیث کی مثال:

قال ابو سلیمان فی حدیث النبی ﷺ انهم کانوا معه فی سفرفاصابهم بُعنیش،فنادی منادیه:من شاء ان یصلی فی رحله فلیفعل۔اخبرنااابن الاعرابی،ناالحسن ابن علیّ بن عفان العامری ناابو اسامة،عن عامرٍبن عبیدة الباهلی،ناابو ملیح الهذلی،عن ابیه:قوله:بغیش تصغیرُبغش،وهو المطرالخفیف،قال الاصمعی:اخف المطرواضعفه الطلّ،ثم الرذاذ ثم البغش۔یقال:بغشت الارض اذاندیت بالمطر،فهی مبغوشة۔

واماحدیثہ الآخر:انہ قال:اذاابتلت النعال فالصلوۃ فی الرحال۔فالنعل ماغلظ من الارض فی صلابۃٍ،قال الشاعر:

قوم اذااحضرت نعالھم یتناھقون تناھق الحمر

قیل للارض نعل لانھاتنعل و توطاء،یقال للرجل الذلیل:النعلیلُ۔(۲۷)

ترجمہ:حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ صحابہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو ان پر بُغیش آئی۔تو منادیء رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے کہ اپنے خیمے میں نماز پڑھ لے تو وہ اس طرح کرلے۔اس حدیث کے بارے میں ابوسلیمان فرماتے ہیں کہ ہمیں کئی واسطوں سے ابوملیح الھذلی کے والد سے یہ روایت پہنچی ہے کہ حدیث نبوی ﷺ میں لفظِ بُغیش بغش کی تصغیر ہےاوراس سے مراد ہلکی بارش ہے اصمعی فرماتے ہیں کہ سب سے ہلکی اور کمزور بارش کو عربی میں الطلّ کہتے ہیں پھر رذاذ پھر البغیش۔"بغشت الارض"اس وقت کہا جاتا ہے جب زمین بارش سے بھیگ جائے اوراس زمین کو پھر مبغوشۃ کہتے ہیں۔اوردوسری حدیث میں ہے"اذا ابتلت النعال فالصلوۃ فی الرحال"جب زمین بھیگ جائے تو نماز رحال(منزل) میں ادا کی جائے"پس نعل سے مراد"سخت زمین"ہے۔شاعر کہتا ہے:"وہ ایسی قوم ہے کہ جب ان کی زمین سرسبز وشاداب ہوجائے۔تو وہ"مستی کی وجہ سے"گدھوں کی طرح ہنہناتے ہیں۔زمین کو نعل اس لئے کہتے ہیں کہ وہ پاؤں تلے روندی جاتی ہےاور ذلیل آدمی کو رجل نعلیل کہتے ہیں۔

مذکورہ حدیث میں لفظِ بغیش استعمال ہوا ہے جوایک غامض المعنی لفظ ہے جس کا معنی بہت مغلق ہونے کی وجہ سے بعید عن الفھم ہے۔اور پھراس کی وضاحت کی گئی کہ اس کا معنی مطرخفیف یعنی ہلکی بارش ہے۔

خلاصہ البحث

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث نبویہ حضرت نبی کریم ﷺ کی وہ مبارک فرامین ہیں،جن کو بصورت وحی تائیدالٰہی حاصل ہے۔اور جب احادیث نبویہ ﷺ موئید بتائیدالٰہی ہوگئی تو ظاہر ہے کہ بعض مرتبہ ان میں ایسے الفاظ بھی استعمال بھی ہوں گے،جو عام انسانوں کی سمجھ سے بالاتر ہوں گے،جیسا کہ روایت میں وارد ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے وفد بنی نہد سے خطاب فرمایا تو حضرت علی نے عرض کیا:یارسول اللہ ﷺ!ہم اوراپ ایک ہی باپ دادا کی اولاد ہیں،حالانکہ ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ جب اپ وفود سے خطاب فرماتے ہیں،تواپ ﷺ کی اکثر باتیں ہمیں سمجھ میں نہیں آتی۔جس پراپ ﷺ نے جواب دیا کہ میرے رب نے مجھے اچھاادب سکھایا ہے۔مطلب یہ تھا کہ وحی الٰہی کے ذریعے میری تائید ہوتی ہے۔یعنی نبی ﷺ تمام وفود سے ان کی زبان میں بات فرمایا کرتے تھےاور تمام عرب قبائل کی مختلف زبانوں کے مختلف الفاظ کوآپ ﷺ سمجھتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ جب بعض مرتبہ نبی کریم ﷺ حدیث مبارک میں کوئی غریب وناآشنا لفظ استعمال فرماتے تھے اور صحابہ کو سمجھ میں نہ آتا تھا تو وہ نبی ﷺ سے پوچھ لیتے تھے۔پھر عہد صحابہ میں بھی یہی طرز وطریقہ رہا،کیونکہ وہ حضور ﷺ کے تربیت یافتہ تھے اور پھر عہد تابعین وتبع تابعین میں بھی حالات معمول کیمطابق رہے،کیونکہ وہ صحابہ کے تربیت یافتہ تھے۔ پھر جب فتوحات ہونے

لگی اور عرب وعجم آپس میں گھل مل گئے، نیز عرب اور غیر عرب نے آپس میں نکاح کر لیے تو اس کے نتیجے میں جو نئی نسل پیدا ہوئی، انہوں نے عربی زبان کے عام روزمرہ استعمال کے الفاظ ومحاورات پر اکتفاء کر لیا اور عام استعمال نہ ہونے والے اور مشکل وغامض الفاظ سے صرف نظر کر لیا۔

لہذا پھر ایک ایسا دور آیا کہ احادیث میں استعمال ہونے والے مشکل الفاظ کا معنی ومطلب سمجھ میں آنا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ تیسری صدی ہجری کے شروع میں اللہ تعالی نے علماء ومحدثین کی ایک جماعت کے دل میں اس بات کا القاء فرمایا کہ وہ احادیث میں واردشدہ غریب الفاظ کی مستند ذرائع سے وضاحت کر لے۔ چنانچہ غریب الفاظ حدیث نے باقاعدہ ایک فن کی حیثیت اختیار کر لی، اور سب سے پہلے اس فن میں ابوعبیدہ معمر ابن المثنی نے ایک مختصر کتاب لکھ لی۔ اور پھر رفتہ رفتہ اس فن میں مختلف حضرات نے تفصیلی کتابیں لکھی۔

مصادر وحواشی اور حوالہ جات

(۱) ابوالفضل، عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، ومدینہ پبلشنگ، مادہ غ رب

(۲) ایضا

(۳) ایضا

(۴) ایضا

(۵) ابی عبیدہ، القاسم بن سلام (م ۲۲۴) غریب الحدیث، دار الکتب، بیروت، مقدمہ جلدا

(۶) ابوالفضل، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، مادہ غ رب

(۷) ایضا

(۸) مادہ ح دث

(۹) ایضا

(۱۰) القرآن

(۱۱) ایضا

(۱۲) ایضا

(۱۳) بلیاوی، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، مادہ ح دث

(۱۴) محاضراتِ حدیث

(۱۵) الخطابی، امام ابی سلیمان (م ۳۸۸)، غریب الحدیث، جامعہ ام القری، مقدمۃ الکتاب۔

(۱۶) سیوطی، جلال الدین (م ۹۱۱) تدریب الراوی: ص ۱۰۸ ج ۲

(۱۷) الخطابی ابوسلیمان، غریب الحدیث، جامعہ ام القریٰ، :ص ۷۰،۱۷ ج ۱

(۱۸) مسند الامام الاعظم ابوحنیفہ۔ مکتبہ المیزان ص ۱۲۷

(۱۹) الخطابی، ابوسلیمان، غریب الحدیث، جامعہ ام القریٰ، مقدمۃ الکتاب۔

(۲۰) ابن الاثیر، مبارک بن محمد الجزری النھایہ فی الغریب الحدیث والاثر، مکتبہ دار الفکر ج ۱ مقدمۃ الکتاب۔

(۲۱): البغیہ ص ۵۹

(۲۲): ابن الجزری، طبقات القراج ۱ ص ۳۱۱

(۲۳): کشف الظنون ص ۱۷۳۰

(۲۴): خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ج ۱ ص ۳۳۵

(۲۵): معجم الادبا ج ۷ ا ص ۱۴۱

(۲۶): ابن الاثیر، مبارک بن محمد الجزری النھایہ فی الغریب الحدیث والاثر، مکتبہ دار الفکر ج ۱ ص ۳۔

(۲۷): علاّمہ خطابی ؟، ابوسلیمان حمد بن محمد من ابراھیم، غریب الحدیث، جامعہ ام القریٰ: ج ۱ ص ۲۷